کراماتِ محبوبِ یزدانی

(کراماتِ مخدوم اشرف)

مرتبہ **مولانا سید شاہ فخر الدین اشرف اشرفی الجیلانی**

سجادہ نشین ومتولی آستانہ عالیہ درگاہ رسول پور، کچھوچھہ مقدسہ، بسکھاری، امبیڈکر نگر

★ ناشر ★
مکتبہ فیضان سید شاہ عبدالحئی اشرف
خانقاہ فخر المشائخ بسکھاری شریف ضلع امبیڈکر نگر (یوپی)

۷۸۶
۹۲

کراماتِ محبوبِ یزدانی

کراماتِ مخدوم اشرف

○ مرتبہ ○

مولانا سید شاہ فخر الدین اشرف الاشرفی الجیلانی

سجادہ نشین ومتولی آستانہ عالیہ درگاہ رسولپور سمنانی کچھوچھہ مقدسہ بسکھاری امبیڈکر نگر

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

○ ناشر ○

مکتبہ فیضان سید شاہ عبدالحیٔ اشرف

خانقاہ فخر المشائخ بسکھاری شریف ضلع امبیڈکر نگر (یو پی)

عرضِ عزیزی

حضرت مولانا فخر الدین اشرف صاحب دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانۂ عالیہ اشرفیہ سمنانیہ کچھوچھہ شریف بسکھاری ضلع امبیڈکرنگر ایک دینی، روحانی اور علمی خانوادے کے چشم و چراغ ہیں۔ ان کے گھر سے شریعت و طریقت کی روشنی پھیلی ہے اور عشق و عقیدت اور خلوص و محبت کی مہک بکھری ہے اور اسی روشنی اور خوشبو کو یہ مظہر غوث اعظم، قطب عالم، محبوب یزدانی، سیدنا سلطان اشرف جہانگیر سمنانی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی مختصر سوانح اور کرامات کی شکل میں عالم اسلام و عالم انسانیت تک پہنچا رہے ہیں اور یقیناً اس نور و نکہت سے ذہن و فکر اور دل و نظر منور و معطر ہوں گے۔ اولیائے کرام کی عظمتوں اور ان کے تصرفات و کرامتوں کے منکرین کے عقائد کی اصلاح ہوگی اور یہ کتابچہ اخلاق و کردار کے سنوارنے میں ایک موثر کردار ادا کرے گا۔

فاضل مصنف نے سیدھی سادی مگر دل کش زبان اور خوبصورت انداز بیان میں ایک عظیم المرتبت ولی کی زندگی اور ان کے کرامات پر اچھی روشنی ڈالی ہے۔ یہ حضرت فاضل مصنف کا بڑا اہم کام ہے۔ ابتداء میں مصنف موصوف نے مختصراً معجزہ، کرامت اور استدراج کی تعریفات بیان کر کے ان کے فرق کو بھی واضح کر دیا ہے۔ اس اہم اور بڑے کام کے لئے حضرت مولانا سید فخر الدین اشرف صاحب قبلہ لائق مبارکباد ہیں۔ جناب محمد نعیم صاحب پروپرائٹر رضا برادرس بریلی شریف نے اس کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ وہ بھی تمام قارئین کے شکریے کے مستحق ہیں۔

مولائے قدیر اس کتابچہ کو شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی

الرضا اسلامک اکیڈمی ۱۰۴ جسولی، بریلی شریف (یوپی)

حمد باری تعالیٰ

یارب دعائے درد ہماری قبول کر
ذکر شمی و عرض ضیائی قبول کر

مجھ ذرۂ حقیر کو بام عروج دے
صدقہ حضور کا مری توبہ قبول کر

اللہ کفر و شرک سے میں دور ہی رہوں
دل کی یہی طلب ہے الٰہی قبول کر

غفلت شعار میں نہ بنوں یاد سے تری
ورد زباں درود مکرم قبول کر

اسلاف کا ہر ایک ورد و وظیفہ زباں پر ہو
سوکھے زباں نہ اس سے الٰہی قبول کر

ہوش و خرد کی بات بھی کڑوی لگے مجھے
پڑھتا رہوں درود پاک اسی کو قبول کر

مرقد میں بھی حضور کا دیدار ہو نصیب
اشرفؔ کی التجاء یہ آخری مولیٰ قبول کر

پیشِ لفظ

کیا منہ ہے آئینے کا تری تاب لا سکے   خورشید پہلے آنکھ تو تجھ سے ملا سکے
دم عارف نسیم صبحدم ہے   اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. اَلَّذِىْ مَنَّ عَلٰى المومنين. اِذْبَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وِيُزَكِّيْهِم وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْمِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلَالٍ مُّبِيْن. اَمَّابَعْد

یہ گرسنۂ رحمت پروردگار و تشنۂ شفاعتِ نبی رحمت، بلبل چمنستان رسالت، سید الابرار، شفیع محشر، ساقی کوثر، انیس الغرباء والمساکین، حبیب پروردگار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقہ و طفیل میں عرض رسا ہے کہ ایک مدت سے بہت سے احباب کی فرمائش تھی کہ حضور مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات پر ایک کتاب تحریر کی جائے۔

مصروفیات کی بنا پر ابھی تک یہ کارنمایاں نہ ہوسکا۔ ادھر چند دنوں سے احباب کے اصرار پر اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق بخشی کہ موقع میسر آیا۔ اب غوث العالم کی کرامات پر کتابچہ کی شکل میں یہ ہدیۂ ناظرین ہے۔ مجھے امید ہے کہ امت مسلمہ کے صاحب ذوق حضرات، اس سے مستفیض ہوں گے۔ مستقبل قریب میں اگر حالات سازگار رہے تو اس کتابچہ کو مکمل کتاب کی شکل دیدی جائے گی۔ میں نے اس کتابچہ کے شروع میں آپ کا اجمالی تعارف پیش کیا ہے۔ اجمالی تعارف کے بعد کرامات کا ذکر ہے۔ میں نے کرامات ''لطائف اشرفی'' و دیگر کتابوں سے لیکر دریا کو کوزہ میں بند کرنے کی کوشش کی ہے تا کہ قدوۃ الکبریٰ غوث العالم محبوب یزدانی حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کا ذکر کم سے کم وقتوں میں آپ

کے سامنے آجائے۔ مجھے امید ہے کہ آپ حضرات اس کتابچہ کو پسند فرمائیں گے جو اپنی نوعیت کا واحد کتابچہ ہے جو ابھی تک اس شکل میں شائع نہیں ہو سکا۔ یوں تو مخدوم سمنانی پر کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھلانے کے مترادف ہے۔ فطری جذبات کی بنا پر میں نے چند الفاظ اپنی طرف سے تحریر کر دیئے ہیں جو عقیدت و محبت کی عکاسی کرتے ہیں۔ پڑھنے کے بعد بندۂ ناچیز کے حق میں دعاء فرمائیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اے اشرف زمانہ زمانے مدد نما
در ہائے بستہ راز کلید کرم کشا

والسلام

سید فخر الدین اشرف الاشرفی الجیلانی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ درگاہ کچھوچھہ مقدسہ
بسکھاری امبیڈکر نگر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

معجزہ :

اسے کہتے ہیں جو انسانی عادت کے برعکس ہو۔ عام انسانوں کی عقل کی پرواز سے بہت دور ہو۔ اختصار میں یہ سمجھ لیں کہ ایسے واقعات کا صدور ہونا جو عقل کی پرواز سے باہر ہو معجزہ کہلاتا ہے۔ معجزہ پیغمبروں کے ساتھ مخصوص ہے۔ معجزہ صرف پیغمبروں سے ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر معجزہ شق القمر، واقعہ معراج وغیرہ۔

یوں تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی معجزہ ہے لیکن میں نے صرف دو معجزوں کا ذکر کیا ہے۔

دوسری طرح سے اگر یوں کہا جائے تو غلط نہ ہوگا عادت طبعی کے خلاف کسی کے تصرف سے کوئی کام ہونا جو دوسرے لوگوں سے ناممکن ہو اس کو خوارق عادت بھی کہتے ہیں۔ اس کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔ کسی نبی سے ظاہر ہو تو اسے معجزہ کہتے ہیں۔

کرامات:

کسی ولی سے ظاہر ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں۔

استدراج:

کسی غیر مسلم سے ظاہر ہو تو اسے استدراج کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کے لئے اور انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کے لئے آیت یا برہان کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ عام لوگ یا جو لوگ خوارق عادت کو نبی کا ولی کا فعل سمجھتے ہیں۔ اگر حقیقت پر نظر ہو اور گہرائی تک جایا جائے۔ اللہ رب العزت ہی کا فضل ہے جو نبی یا ولی کے ذریعہ ظاہر ہوتا ہے۔ قادر مطلق کے نزدیک کوئی کام ناممکن نہیں۔ مثلاً تمام انسان اور حیوان اندھیرے میں اندھے ہو جاتے ہیں لیکن ان کی بینائی باقی رہتی ہے۔ پرندوں میں چیل اور کبوتر پرواز میں بھی نیچے کے

دانوں کو دیکھ لیتے ہیں۔

حضرت امام بخاری کو زیادہ تر حدیثیں یاد تھیں۔ یہ تمام خصوصیات کا جو ذکر میں نے کیا ہے۔ عادتوں کے خلاف ہے لیکن خلاف ہونے کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے یہ خوبیاں ان کو عطا کیں جو عام پرندوں یا عام انسانوں میں نہیں اسی طرح سے نبی کا معجزہ اور ولی کی کرامت بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چشم زدن میں وہ زمین سے آسمان میں پہونچ سکتے ہیں، لکڑی کی ضرب سے سمندر کو روک سکتے ہیں، انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر سکتے ہیں، آفتاب کی حرکت کو ٹھہرا سکتے ہیں، ایک روا سے کثیر جماعت کو کھلا سکتے ہیں، بیمار کو تندرست کر سکتے ہیں، مردہ کو زندہ کر سکتے ہیں، پہاڑ، جنگل، دریا، خشکی سب ان کی تابع ہیں۔

یہاں پر میں معجزہ، کرامت یا استدراج پر سیر حاصل بحث نہیں کر رہا ہوں میں نے تمہیداً روشنی ڈال دی ہے کیونکہ اس کتابچہ کا موضوع کرامت ہے۔ اس لئے معجزہ کی تعریف کے بغیر کرامت ناممکن ہے۔ معجزات دیکھنے والوں کے سامنے انبیاء کرام کی ذات ہوتی ہے۔ ان کی عادات و اخلاق ہوتے ہیں۔ سننے والوں کے لئے ان کا پیغام و دعوت ہوتی ہے لیکن جن کا دل سیاہ ہے نورِ بصیرت ضائع ہو گیا ہے وہی لوگ ظاہری و مادّی نشانات کے طلبگار ہوتے ہیں لیکن جنہیں اللہ اور اس کے نبیوں پر کامل یقین ہوتا ہے وہ معجزہ یا کرامت کے طلبگار نہیں ہوتے۔ اس لئے معجزہ و کرامت و استدراج ان لوگوں کے لئے ضروری ہوتا ہے جن کا دل ایمان سے خالی ہوتا ہے۔ میں نے اختصار میں معجزہ، کرامت و استدراج پر روشنی ڈال دی ہے تاکہ لوگوں کی سمجھ میں معجزہ، کرامات و استدراج آ جائے۔ یہاں پر ضروری نہیں ہے کہ تفصیل سے بحث کی جائے بلکہ سمجھنے کے لئے لکھا گیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ جو کچھ لکھا ہے وہ کافی ہے۔ یہ کتابچہ جب کتاب کی شکل میں آئے گا تو تفصیلی بحث ہوگی۔

سید فخر الدین اشرف
سجادہ نشین آستانہ عالیہ درگاہ کچھوچھہ مقدسہ

منقبت

بحضور سرکار سمنان نور اللہ مرقدہٗ

از: حضرت مولینا سید شاہ عبدالحئی اشرف ہوشؔ قدس سرہٗ

انیس بیکساں تم مخزنِ جود و سخا تم ہو
کرو مجھ پر کرم اشرفؔ کہ فخر اولیا تم ہو

مٹائی تم نے راہ حق میں ایسی اپنی ہستی کو
سمجھ سکتا نہیں کوئی حقیقت میں کہ کیا تم ہو

ترستی ہیں یہ آنکھیں مدتوں سے بہر نظارہ
خدا کے واسطے آ کر کبھی جلوہ نما تم ہو

تمہارا آستاں میں چھوڑ کر جاؤں تو کیوں جاؤں
مجھے حاجت نہیں اس کی مرے حاجت روا تم ہو

بہت کچھ دل میں لیکے حاضر دربار ہوتا ہے
کہے گا اور کس سے ہوشؔ کہ جدالعلیٰ تم ہو

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی نوربخشی سمنان (ایران) کے صاحب تخت وتاج بادشاہ تھے۔

سمنان ملک ایران کا ایک قدیم شہر ہے۔ یہ شہر آج بھی ایران کے حلقۂ مملکت میں شامل ہے۔ جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے یہ شہر طول البلد ۵۳؍ اور ارض البلد ۳۵؍ کے درمیان واقع ہے[1] مشہور سیاح ناصر خسرو جس نے بذات خود اس شہر کا مشاہدہ کیا ہے، یہاں کی خوبصورتی کی بڑی تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ ہندوستان کے تجارت پیشہ افراد یہاں آباد ہیں۔ یہاں کے انار بہت مشہور ہیں[2]

سمنان بحیرۂ کیسپین سے ایک سو میل کاشان سے ایک سو پچاس میل اور اصفہان سے دو سو میل ہے۔ سلطان ابراہیم نوربخشی کا نام بہت مشہور ہے۔ ان کے دور میں علوم دینی کی بڑی ترقی ہوئی۔ سلطان علماء کے بڑے عقیدتمند تھے۔ انہوں نے اس کے لئے ایک خانقاہ جس کا نام سکاکیہ تھا تعمیر کراوائی جو شیخ حسن سکاک کے نام تھی۔

حضرت سلطان ابراہیم نوربخشی حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اجداد میں سے تھے۔ اس خانقاہ سکاکیہ کو ۱۶؍ برس علاء الدولہ سمنانی نے آباد رکھا۔ شیخ علاء الدولہ سمنانی پہلے دیوانی کے پیشہ سے وابستہ تھے۔ اپنی دولت خدا کی راہ میں تقسیم کردی اور عرفاء کی صف میں شامل ہوگئے۔ نظری عرفان کے بارے میں اپنا ایک الگ نظریہ رکھتے ہیں جنہیں تصوف کی اہم کتابوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ سلطان ابراہیم نوربخشی نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ دوبارہ تعمیر کروایا تھا[1] حضرت مخدوم سلطان سید اشرف کے والد سلطان

---

[1] ماخوذ از لطائف اشرفی مرتبہ منشی امیر احمد کاکوری

[2] ماخوذ از اشرف سمنانی شخصیت وافکار سید شمیم اشرف

ابراہیم کی عمر جب بارہ سال کی ہوئی تو آپ اورنگ آرائے سلطنت ہوئے۔ اس چھوٹی سی عمر میں اس عظیم منصب کو بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ پچیس سال کی عمر میں آپ کی شادی ایک سیدزادی خدیجہ بیگم سے ہوئی جو حضرت خواجہ احمد یسوی کی اولاد میں سے تھیں۔

سلطان کو اولاد نرینہ کا بڑا غم تھا۔ آٹھ برس کا طویل عرصہ گذرنے کے بعد بھی سلطان اولاد سے محروم تھے۔ ایک دن جبکہ سلطان نماز فجر کی ادائیگی کے بعد اوراد و وظائف میں مشغول تھے کہ یکا یک حضرت ابراہیم مجذوب اپنے روحانی تصرف سے محل میں داخل ہو گئے۔ سلطان نے مجذوب کا گرم جوشی سے استقبال کیا اور تخت شاہی پر بٹھایا اور خود نیچے کھڑے ہو گئے۔ مجذوب نے سرسراتی ہوئی آواز میں کہا اے سلطان میں تم کو عجوبۂ روزگار دوں گا جس کی قیمت بہت زیادہ ہے۔ بادشاہ بولے جو حکم ہو، مجذوب بولا۔ ہزار شاہی اشرفیاں چاہئے۔ بادشاہ نے اشرفیاں مجذوب کے دامن میں ڈال دیں تو پھر مجذوب گویا ہوئے اور کہا اے بادشاہ تم نے سودا سستا کیا اللہ تم کو ایک بیٹا عطا کرے گا اور یہ کہہ کر مجذوب آگے بڑھنے لگے۔ سلطان خوشی اور جذبات کے عالم میں اس کے پیچھے ہو لئے۔ مجذوب نے ایک فرزند کی بشارت اور دی اور غائب ہو گئے۔

اسی دوران سلطان ابراہیم عالم رویاء میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے سرفراز ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تجھے دو فرزند عطا کرے گا۔ پہلے کا نام اشرف رکھنا یہ فرزند عجوبۂ روزگار ہوگا۔ دوسرے کا نام اعرف رکھنا۔ پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی اور سمنان میں سپیدۂ سحری نمودار ہونے سے قبل غوث زمانہ زماں قطب عصر حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی پیدا ہوئے۔

غوث العالم محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے والد سلطان ابراہیم کے بعد سلطنت سمنان پر جلوہ افروز ہوئے۔ جلوس کے وقت آپ کی عمر ۱۳/ سال کی تھی۔ آپ کے عدل وانصاف کا بڑا شہرہ تھا۔ دوران سلطنت آپ کو جہاد کا بھی شرف حاصل ہوا۔ اسی دوران حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مستفیض ہوئے۔

حضرت مخدوم سمنانی کی طبیعت سلطنت کے بارگراں سے گھبراتی تھی ہمہ وقت آپ یاد الٰہی میں مستغرق رہتے تھے۔ عشق الٰہی کی تپش اپنے قلب وجگر میں محسوس کی اور سمنان کے تخت و تاج کو چھوڑ کر وارد ہند ہوئے۔ ملتان میں حضرت شیخ مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے ملاقات کی باطنی شرف حاصل کرنے کے بعد آپ وہاں سے دہلی تشریف لائے۔ یہاں اس دور کے جید اکابرین سے ملاقات کی بعد ازاں شیخ علاء الحق پنڈوی کے در دولت پر حاضر ہو کر شرف بیعت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ پیر نے آپ کو جہانگیر کا لقب عطا کیا۔ لقب سے سرفراز ہونے کے بعد آپ نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھا

مرا از حضرت پیر جہاں بخش!
خطاب آمد کہ اے اشرف جہانگیر
کنوں گیرم جہاں معنوی را
کرد ماں آمد از شاہم جہاں گیر

ترجمہ: مجھے پیر جہاں بخش سے یہ خطاب ملا ہے کہ اے اشرف جہانگیر اب میں جہان معنوی اور باطنی دنیا سنوارنے کو تیار ہوں کیونکہ مجھے اب شاہ ہمہ عالم سے فرمان بر ملا ملا ہے۔

بارہ سال حضرت شیخ کی خدمت بابرکت میں گذارنے کے بعد جب آپ صوری اور

معنوی اعتبار سے کامل ہوئے تو آپ کے پیر نے حکم دیا کہ تبلیغ حق کا فریضہ انجام دو۔ مرشد کے حکم کی تعمیل میں آپ منزل بہ منزل صحرا بہ صحرا جونپور ہوتے ہوئے درگاہ رسولپور کی صحرائی بستی میں فروکش ہو گئے۔ درگاہ رسولپور (کچھوچھہ) کی بستی آج بھی بہت مختصر ہے لیکن آپ کی آفاقی کشش کی بدولت رشک فردوس جناں ہے تبلیغ حق کا وہ اہم فریضہ جو آپ کے پیرومرشد نے آپ کو سپرد کیا تھا۔ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی نے بغیر کسی اجتماعی دھوم کے محض اپنے کردار کے تقدس کی خاموش آواز سے مسحور و متاثر کر کے بے شمار گم کردہ کو راہوں پر لگا دیا اور نجات کی یقینی ضمانت دیدی۔ اس ضمن میں یہ مثال معتبر ہے کہ ظفرآباد (جونپور) میں چوروں کی ایک جماعت حضرت شیخ چراغ ہند کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان سے بیعت کی اجازت طلب کی چراغ ہند نے فرمایا یہ چور ہیں ان کو کبھی توبہ کی توفیق عطا نہیں ہوگی۔ ان لوگوں کو اپنے حلقۂ ارادت میں داخل نہیں کروں گا۔ جب یہ لوگ حضرت سید اشرف جہانگیر کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا یہ جوان مردوں کا کام ہے، میں ان کو مرید کرتا ہوں۔ آپ نے ایک چور کو بلا کر اس کے ہاتھ پر اپنا دست حق رکھا اس کے پورے جسم میں سنسنی دوڑ گئی اور تھوڑی دیر میں وہ کپکپانے لگا۔ بعد میں پوری جماعت دولت ایمان سے سرفراز ہوئی اور ان کے نام اولیاء اللہ کی فہرست میں لکھے گئے۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ذات والا صفات مجموعۂ کمالات تھی آپ اپنے دور کے جید عالم باعمل، پائے کے محقق، اعلیٰ درجہ کے صوفی اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ مؤرخین نے ان الفاظ میں آپ کی تعریف کی ہے۔

آپ یگانہ روزگار تھے۔ شان رفیع ہمت بلند کرامات وافر کے مالک تھے۔ سلطان المشائخ کے بعد شخصیت اور ہدایت کے سلسلہ کو آپ نے از سرِ نو زندہ کیا۔ حقائق بیانی میں آپ

کلام الٰہی احادیث نبوی اقوال مرتضوی اور اصحاب کرام کے ترجمان تھے۔[۱]

آپ صاحب کرامت وتصرف اور بڑے کامل ولی تھے۔ آپ سید علی ہمدانی کے رفیق سفر تھے۔ بالآخر ہندوستان آکر شیخ علاء الدین کے مرید ہوئے۔ مرید ہونے سے قبل ہی آپ کشف وکرامت کے مقامات علیا حاصل کر چکے تھے۔ حقائق وتوحید کے بارے میں بڑی بلند باتیں بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے مکتوبات بڑی عجیب وغریب تحقیقات کے مجموعے ہیں۔[۲]

سیرۃ الاسرار گلزار الابرار[۳] کے مصنف محمد غوثی شطاری تحریر فرماتے ہیں۔ کشف و کرامات اور بلند مقامات کے مالک تھے۔ آپ کے بیان سے عرفان کا آبِ حیات بہتا تھا۔ آپ کے دل سے شوق ومحبت کے شعلے اٹھتے تھے۔

(۱) ایک بار کا واقعہ ہے کہ حضرت نور العین کو کیمیا بنانے کا شوق پیدا ہوا۔ آپ درگاہ روح آباد میں ایک کیمیا گر کے ساتھ صحرا میں نکل گئے۔ حضور مخدوم صاحب نے نور العین کے متعلق دریافت کی کہ نور العین کہاں گئے ہیں۔ خادم نے جواب دیا کہ حضور وہ کیمیا گر کے ساتھ صحرا گئے ہوئے ہیں کیمیا بنانے کے شوق میں۔ حضور مخدوم صاحب نے نور العین کو بلوایا، جب نور العین حاضر ہوئے تو آپ نے دریافت کیا کہ نور العین کہاں گئے تھے۔ نور العین نے فرمایا کہ حضور میں علم کیمیا کے شوق میں ایک کیمیا گر کے ساتھ روح آباد کے جنگل میں گیا تھا۔ حضور مخدوم صاحب نے اسی وقت ایک مشت مٹی زمین سے لی اور پوچھا کہ نور العین یہ کیا ہے۔ نور العین نے فرمایا، حضور مٹی ہے۔ آپ نے مٹھی میں بند کر کے اس پر تصرف کی نظر ڈالی اور مٹھی کھول دی اور پھر

---

[۱] اذکار الابرار لاہور صفحہ ۱۴۵

[۲] سیرۃ الاسرار جلد اول مصنف حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی اردو ترجمہ

[۳] مصنف اخبار الاخیار، ص ۳۵۸

پوچھا کہ نورالعین دیکھو اب یہ کیا ہے۔ نورالعین نے فرمایا کہ حضور سونا ہے۔ مخدوم صاحب نے فرمایا کہ نورالعین اپنے اندر وہ کشش اور خوبی پیدا کرو کہ جس چیز پر نظر ڈالدو سونا بن جائے۔

مذکورہ بالا کرامات کا ظہور روح آباد کے دوران ہوا تھا جیسا کہ لطائف اشرفی میں ملتا ہے۔

(۲) کرمینی ایک موضع ہے جو جلالپور اور کچھوچھہ شریف کے درمیان میں واقع ہے۔ آپ بہ نفس نفیس مع اصحاب سجھولی تشریف لے جا رہے تھے۔ حضور مخدوم صاحب نے چرواہوں سے راستہ دریافت کیا چرواہوں کو مذاق سوجھا ان لوگوں نے آپ کو غلط راستہ بتادیا جس راستے پر تالاب پڑتا تھا۔ چرواہوں نے سوچا کہ اگر بابا اس راستے سے جائیں گے تو تالاب پار نہ کرسکیں گے جب تالاب کے کنارے پہونچیں گے تو ہم لوگ مذاق اڑائیں گے۔ چنانچہ جب مخدوم صاحب مع اصحاب کے تالاب کے کنارے پہونچے دیکھا کہ پار کرنے کا سامان نہ تھا۔ آپ نے اللہ کا نام لیکر مع اصحاب کے تالاب میں گھس گئے اور آن کی آن میں تالاب پار کر کے دوسرے کنارے پر پہونچ گئے یہ حیرت زدہ کرامت دیکھ کر چرواہے گھبرا گئے اور واپس چلے آئے۔ یہ کرامت جلالپور اور کچھوچھہ شریف کے درمیان موضع کرمینی میں واقع ہوئی تھی۔

(۳) اکبرپور اور لورپور کے درمیان میں ایک موضع سجھولی ہے جہاں حضرت مخدوم صاحب نماز جمعہ ادا فرمانے جا رہے تھے۔ ایک بار کا واقعہ ہے کہ آپ موضع سجھولی تشریف لے جا رہے تھے کہ راستہ میں کچھ لوگوں کو مذاق سوجھا کہ ایک لڑکے کو کپڑے میں لپیٹ کو لے آئے اور کہنے لگے کہ بابا ایک میت ہے آپ نماز جنازہ پڑھا دیں۔ مخدوم صاحب نے فرمایا کہ درویشوں سے مذاق نہ کرو پھر لوگوں نے کہا کہ بابا نماز جنازہ پڑھا دیں دوبارہ مخدوم صاحب نے کہا کہ درویشوں سے مذاق نہ کرو۔ پھر لوگوں نے کہا نہیں بابا آپ نماز جنازہ پڑھا دیں۔ لوگوں نے یہ

سوچا تھا کہ جب بابا نماز کی نیت باندھیں گے تو لڑکا اٹھکر بھاگ چلے گا اور ہم لوگ بابا کا مذاق اڑائیں گے۔ لوگوں کے اصرار سے جب مخدوم صاحب جنازہ کی نماز پڑھا چکے اور لڑکا لیٹا رہا تو لوگوں کو تعجب ہوا کہ لڑکا بھاگا کیوں نہیں لڑکے کے قریب جاکر دیکھا تو واقعی میں مر چکا تھا اور مخدوم صاحب کی زبان مبارک سے نکلا کہ ایسا لگتا ہے کہ یہاں کے لوگ جوانی ہی میں مریں گے۔ چنانچہ وہاں کے لوگ جوانی ہی میں مرتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ لوگوں نے آبادی کو چھوڑ کر نئی بستی آباد کی اور داماد کی نسل سے آبادی قائم ہے۔ وہاں کے باشندوں سے حضور مخدوم سمنانی کی کرامت پوچھا جائے تو لوگ فخریہ بیان کرتے ہیں۔ آج بھی وہاں پر کھنڈرات موجود ہیں جو گذرے ہوئے زمانہ کی یاددلاتے ہیں۔

(۴) **ایک شخص بارگاہ سمناں میں حاضری کی غرض سے آیا۔ مخدوم سمنانی سے ملاقات سے قبل اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر یہ بزرگ ہوتے تو ان کی بزرگی کا اثر جانوروں پر ہونا چاہئے تھا۔** اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہونا تھا کہ مخدوم صاحب کو کشف سے یہ معلوم ہوگیا۔ فوراً نورالعین کی بلی آپ کے حجرہ کے قریب آئی اور اس نے اپنا سر حجرہ کے دروازہ پر جھکا دیا یہاں تک کہ آپ نے عبادت سے فارغ ہوکر دیکھا تو بلی اسی طرح جھکی ہے۔ اس طرح کے واقعہ کو دیکھ کر اسے بہت حیرت ہوئی اور وہ شخص مشرف بہ اسلام ہوگیا اور مخدوم سمنانی کے دست حق پر بیعت ہوگیا۔ بلی پر آپ نے تصرف کی ایسی نظر ڈالی کہ وہ ولی صفت بن گئی۔

اس بلی کے اندر ایسی صفت پیدا ہوئی کہ مطبخ میں جتنے لوگ مہمان آنے والے ہوتے اتنی ہی مرتبہ میاؤں میاؤں کی آواز لگاتی جس سے مہتمم مطبخ کو معلوم ہوجاتا کہ اتنے مہمانوں کا کھانا پکوانا ہے۔

ایک بار کا واقعہ ہے کہ بلی نے آواز جتنی لگائی تھی اس سے ایک مہمان زائد آگئے طباخ

نے بلی سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم نے جتنی آواز لگائی تھی اس سے ایک مہمان زائد آ گئے۔ بلی نے ایک جست لگائی اور دہیرے کے اوپر پیشاب کردیا۔ دہیریا نے بعد میں اعتراف کیا کہ میرا عقیدہ بزرگوں پر نہیں تھا بلکہ میں یہاں امتحاناً آیا تھا۔ بلی کا حیرت انگیز واقعہ دیکھ کر دہیریا فوراً مخدوم سمنانؔی کے ہاتھوں پر بیعت ہوگیا۔

(۵) ایک بار کا واقعہ ہے کہ فقراء ومشائخ کے لئے دودھ کھولایا جارہا تھا۔ اتفاقاً دودھ میں ایک زہریلا سانپ گرکر مرگیا۔ بلی نے بڑی آواز لگائی لیکن طباخ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ بلی کیا کہہ رہی ہے۔ بالآخر کھولتے ہوئے دودھ میں بلی کود پڑی اور جان دیدی بعد میں لوگوں کی سمجھ میں آیا کہ اس میں زہریلا سانپ گرگیا ہے اسی وجہ سے بلی نے اپنی جان دیدی۔ اس طرح سے بلی نے اپنی جان دیکر ہزاروں فقراء ومشائخ کی جان بچائی۔ مخدوم صاحب نے اس ولی صفت بلی کو دارالاماں کے کنارے دفن کروادی۔ آج بھی ہزاروں زائرین اس کے مزار پر حاضری دیتے ہین۔ دارالاماں جسے یہاں کی اصطلاح میں دلماں کہتے ہیں۔ درگاہ شریف سے ''سومیٹر جانب پورب ہے''۔ اگھن اور عرس میں دارالاماں کے کنارے کافی بھیڑ ہوتی ہے۔ ہر شخص بلی کی خوبی کوسنکر مخدوم سمنانی کے تصرف کا اقرار کرتا ہے۔

(٦) ایک روز آپ سکندر پور سے ہوتے ہوئے سجھولی جارہے تھے۔ سکندر پور کے قریب جب پہونچے تو وہاں پر ایک بڑھیا نے سنا کہ ایک بزرگ کا ورود مسعود ہوا ہے بڑھیا اپنے قریب المرگ بچے کو لئے ہوئے حضور مخدوم سمنانی کے پاس آئی اور مخدوم صاحب سے مخاطب ہوکر کہا ''پوت بھیک دے'' آپ نے فرمایا بوڑھی ماں تمہارے لڑکے کا آخری وقت ہے۔ اس لئے اس سلسلہ میں میں کچھ نہیں کرسکتا۔ مردے کو زندہ کرنے کا معجزہ حضرت عیسیٰؑ کو عطا ہوا تھا لیکن بڑھیا نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنی عمر میں سے ۲۰ رسال اس بچے کو دیتا ہوں جس

دن ۲۰ رسال پورا ہو جائے گا اسی دن یہ لڑکا مر جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یہ واقعہ لطائف اشرفی میں درج ہے اور یہ بھی درج ہے کہ آپ کی عمر ایکسو بیس سال تھی جس میں سے ۲۰ رسال احیائے موتی کے لئے وقف کر دیا تھا۔

(۷) ایک بار کا واقعہ ہے کہ حضرت مخدوم سمنانی روح آباد تشریف لائے تو اودھ کے ایک منصب دار انیس سیف خاں جن کو حضرات صوفیہ سے بڑی عقیدت تھی چند ندیموں کے ساتھ قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے۔ پہلی ہی ملاقات میں کمالات جہانگیری کے معتقد ہو گئے۔ حضرت امیروں اور رئیسوں کو مرید کرنے سے احتیاط فرماتے تھے۔ سیف خاں نے حکومت و ریاست سے اپنا قطع تعلق کرنا چاہا تا کہ تجرید کلی حاصل کر کے حلقہ بگوش ہوں مگر حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بعض طالبوں کو شرف قرب سے ایسا سرفراز کرتا ہے کہ کثرت امام واژدہام ان کی توجہ باطنی میں مانع نہیں ہوتا۔ رِجَال لاتلهِيهُمْ تجَارة ولابيعٌ عَنْ ذِكر اللّٰه بندے دنیا کے سب کام کرتے ہیں لیکن یاد حق سے غافل نہیں ہوتے۔ منصب دار کی عقیدت مندی روز افزوں ترقی پر تھی مگر حضرت التفات نہ فرماتے تھے۔ ایک رات حضرت نے ان کو اپنے باغیچہ میں بلایا وہاں دیکھا کہ ایک خوبصورت عورت حضرت کے پہلو میں بیٹھی ہے اور چینی کی صراحی اور حلبی پیالہ اس کے ہاتھوں میں ہے گزک کا سامان بھی پاس رکھا ہے ان کو دیکھ کر حضرت نے حکم دیا کہ باہر جاؤ۔

سیف خان یہ تماشا دیکھ کر چلے آئے لیکن ان کے اعتماد میں کوئی فتور نہ آیا، بدستور حاضری دیتے رہے۔ کئی دن کے بعد حضرت نے کہا کہ تم نے مجھکو گناہ کبیرہ کا اقدام کرتے ہوئے دیکھا ہے تاہم میرے پاس اپنا وقت ضائع کرنے آتے ہو۔ سیف خان نے عرض کی کہ جناب عالی بندے کو ان کے کام میں کیا دخل میں خوب جانتا ہوں کہ وہ عورت کوئی غیر نہ تھی بلکہ

غالباً جنیہ تھی اور صراحی میں شراب نہ تھی بلکہ شربت تھا علاوہ اس کے اگر وہ واقعی شراب تھی تو بھی اولیاء اللہ کے لئے عصمت شرط نہیں ہے البتہ انبیاء کے لئے شرط ہے۔ میری عقیدت حضرت کے ساتھ پہلے سے دس گنی ہوگئی۔ اس امتحان کے بعد حضرت نے سیف خان کو مرید کیا اور لطائف صوفیہ کی تعلیم دی۔

(٨) ایک بار کا واقعہ ہے کہ آپ گلبرگہ شریف لے گئے۔ احمد آباد کے شیخ الاسلام فنون عربیہ اور علوم ظاہری کے جامع تھے۔ حضرت سے چند علمی مسائل پر گفتگو ہوتی رہی لیکن انہوں نے جدال شروع کیا اور جامع مسجد میں نامناسب باتیں کہیں اس شب کو خواب میں فہمائش ہوئی۔ خبردار سید سے حجت نہ کرنا آج اکابر کی روحیں کام آگئیں اور تم آفت تبینہ سے محفوظ رہے اگر آئندہ بے ادبی کی تو نقصان اٹھاؤ گے۔ وہ لرز گئے۔ صبح کے وقت وہاں کے رئیس کو سفارش کیلئے اپنے ہمراہ لے کر حضرت کی خدمت میں آئے اور قصور کی معافی چاہی۔ آپ نے فرمایا ہمارا کام وفا اور تمہارا کام جفا لیکن اب نہ وفا نہ جفا بلکہ محل صفا ہے۔ اسی وقت شرف بیعت سے سرفراز ہوئے۔ عقیدت اور خلوص کا یہ عالم ہوا کہ ایک ساعت کے لئے بھی ملازمت سے جدا نہ ہوئے تھے۔ حضرت دو سال تک گجرات میں مقیم رہے تعلیم و تربیت کے بعد اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اس جوار میں مریدین کافی ہوگئے ان کی ہدایت کے لئے ایک رسالہ ''اشرف الفوائد'' تالیف فرمایا۔

حضرت جہانگیر سمنانی یمن کی ایک مسجد میں قیام پذیر تھے۔ شب برات کی صبح کو بیٹھے ہوئے تھے کہ شیخ ابوالغیث یمنی آگئے اور کہا کہ اس سال یمن پر بلیات وآفاب کا نزول بہت ہے عوام برداشت نہیں کر سکتے۔ حضرت جہانگیر نے کہا کہ مجھکو بھی ایسا ہی معلوم ہوا ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ مناسب یہ ہے کہ ہم دونوں ہمت کر کے اس بار کو اٹھائیں اور خلق اللہ کو آرام ملے تمام

رات دونوں بزرگوں نے عبادت میں صرف کی اور سب بلیات آفات اپنے نفوس پر قبول کرلیں۔ صبح کے وقت دونوں کے چہرے زرد تھے آنکھیں سُرخ تین دن تک جنبش کرنے کی طاقت نہ ہوئی لیکن یمن آفات و بلیات سے محفوظ رہا۔ حضرت کے مرید خاص شیخ نظام یمنی مصنفِ لطائف اشرفی نے حضرت کی سوانح حیات وملفوظات کومحفوظ کیا اسی مقام پر پہلی بار حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور اپنی بیش بہا تالیف کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ یہ ۷۵۰ھ تھا۔

ایک بار کا واقعہ ہے کہ ایک بڑھیا آپ کے پاس ایک شکایت لیکر آئی کہ سپاہی میرا دہی زبردستی چھین کر کھا گئے۔ حضرت نے حکم دیا ''ملزم کی شناخت کرو ملزم حاضر کیئے گئے اس میں ملزم نہ تھا۔ اتفاقاً اسی وقت ایک سوار شکار لئے ہوئے دور سے آتا نظر آیا بڑھیا نے کہا کہ یہی ظالم میرا دہی لے گیا ہے۔ سوار سے دریافت کیا گیا تو اس نے جرم سے صاف انکار کردیا۔ گواہ طلب کیئے گئے بڑھیا کوئی شہادت نہ پیش کرسکی۔ حضرت نے فرمایا کہ میں ایک حکمت سے اس کا جھوٹ اور سچ دریافت کرلیتا ہوں چند مکھیاں ملزم کو کھلائیں فوراً قے ہوا وہی اس وقت تک ہضم نہ ہوئی تھی باہر نکل آئی جرم ثابت ہوگیا۔ گھوڑا مع زین کے معاوضہ میں دلایا اور سوار کی خوب مرمت کی۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانؔی نے روم کا سفر دو مرتبہ کیا۔ ایک مرتبہ سات سال تک وہاں قیام کیا اور ایک بار صرف سال بھر۔ جب پہلی بار روم میں رونق افروز ہوئے تو مولانا جلال الدین رومی کے سجادے پر سلطان کے صاجبزادے جلوہ فرما تھے۔ حضرت نے ایک خانقاہ میں اقامت فرمائی صاحب سجادہ نے حضرت کی ضیافت فرمائی اور بعض مشائخ کو بھی مدعو کیا اس عہد کے شیخ الاسلام روم بڑے دانشمند اور فاضل تھے لیکن حضرت کی طرف سے ان کا عقیدہ فاسد تھا ایک روز صاحب سجادہ کے یہاں دعوت تھی شیخ الاسلام نے ارادہ کیا کہ سید

سمنانی اشرفی مجلس میں آویں تو ان سے ایسا مشکل مسئلہ پوچھا جائے کہ وہ حل نہ کرسکیں مگر حضرت کے قدم مبارک دروازے تک تو ان کو نظر آیا کہ ایک صورت حضرت سے مشابہ جسم مبارک سے نکلی اور اسی شکل سے دوسری شکل پیدا ہوئی یہاں تک کہ تقریباً ایک سو صورتیں حضرت کے مماثل اس مجلس میں نمودار ہو گئیں۔ حضرت نے فی البدیہہ شعر پڑھا۔

ہر ولی کا آئینہ صورت گر است

صد ہزاراں صورت از دے بر دراست

مخدوم زادہ رومی استقبال کے لئے آئے اور کمال اعزاز سے حضرت کو دست گرفتہ بالا ترین جگہ پر بٹھایا آپ نے شیخ الاسلام سے پوچھا کہ ان صورتوں میں سے کس صورت سے مسئلہ پوچھنا منظور ہے۔ یہ بات سنتے ہی شیخ الاسلام بدحواس ہو گئے اور بے اختیار حضرت کے قدموں پر گر پڑے مخدوم زادے سے معذرت کے لئے سفارش چاہی حضرت نے فرمایا کہ مخدوم زادے کی خاطر سے معاف کرتا ہوں لیکن آئندہ خبردار کسی صوفی کا انکار نہ کرنا۔

ایک دن حضرت صبح کی نماز پڑھکر وظائف میں مشغول تھے کہ شیخ الاسلام سر برہنہ خدمت میں آئے اور اپنے تقصیرات کی معافی چاہی حضرت نے حال پوچھا تو بولے رات کو میں اپنے کوٹھے پر بیدار تھا کہ یکا یک دس شخص ننگی تلواریں لئے ہوئے پہنچے اور مجھکو گرا کر کہا کہ سید اشرف جہانگیر کی غیبت کرتا ہے۔ تیرا سر کاٹ لیں گے۔ اسی وقت ایک پیر مرد نورانی صورت آ گئے اور انہوں نے بڑی خوشامد کر کے مجھکو ان سے نجات دلائی اور کہا کہ میں نے اس شخص کا گناہ حضرت سید سے معاف کرالیا ہے جب وہ لوگ چلے گئے تو پیر مرد نے مجھکو بہت گالیاں دیں اور کہا کہ خبردار مردان خدا کے معاملات میں دخل نہ دینا فوراً جا اور ان کے قدموں کو اپنے سر کا تاج بنا حضرت یہ سنکر مسکرائے اور کہا کہ تمہارے جد صاحب باطن بزرگ تھے ان کی

روحانیت میں نے دیکھی ہے لیکن تم کو آئندہ فقراء سے بدظنی نہ کرنا چاہیے۔

گر خدا خواہد کہ پردہ کس داد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

ایک بار کا واقعہ ہے کہ حضرت مخدوم سلطان اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ سیلان سے گذر رہے تھے کہ راستہ میں ایک جنگل تھا جس میں سانپ بچھو، اژدہے بکثرت تھے۔ جانکاروں نے عرض کی کہ راستہ پر خطر ہے آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عبور آسان ہو جائے گا اور اسی راستہ سے کوچ کیا۔ ایک بڑا خوفناک اژدھا نظر آیا قافلہ والے خوفزدہ ہو گئے حضرت نے اپنے عصا سے اشارہ کیا وہ شیر بن کر اس اژدہے کو نگل گیا قافلہ کے ساتھ بعض منکران تصوف بھی تھے یہ کرامت دیکھ کر بولے کہ قلندر جادوگر ہیں حضرت کو خبر ہوئی تو فرمایا کہ لوگوں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کی تہمت لگائی تھی مجھکو کیونکر معاف کرتے میں نبی کا ایک ادنیٰ متبع ہوں۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ جونپور تشریف لائے اور شاہی مسجد میں قیام فرمایا تو فقیر دوست بادشاہ نے شرف دیدار حاصل کرنے کا قصد کیا قاضی شہر شیخ شہاب الدین نے عرض کی کہ درویش اجنبی آئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سید ہیں اور ان کا حال عالی ہے مناسب ہے کہ پہلے میں جاؤں اور ان کا طور طریقہ دیکھ آؤں تب آپ تکلیف فرمائیں، بادشاہ نے منظور کیا قاضی سکھ پال پر سوار دانشمندوں کی جماعت ہمراہ لیکر ملازمت کے لئے آئے۔ حضرت نماز ظہر سے فارغ ہو کر بیٹھے تھے کہ یہ لوگ پہونچے حضرت کو معلوم ہوا کہ قاضی شہاب الدین کی سواری ہے جو تمام علوم وفنون کے جامع سمجھے جاتے ہیں۔ قاضی از راہ ادب کسی قدر فاصلہ پر سواری سے اترے اور دانشمندوں کو منع کیا کہ خبردار علم وفضل کا کوئی اظہار نہ کرے، نہ کوئی مسئلہ دریافت کرے کیونکہ سید کی پیشانی سے نور ولایت تاباں ہے اور ایسے بزرگ کا امتحان مناسب نہیں۔ حضرت نے بھی چند قدم

پیشوائی کی باہم ملاقات ہوکر ایک دوسرے کے فضائل سے آگاہ ہو گئے۔ علماء کو اظہار فضیلت سے منع کر دیا تھا لیکن علماء کے سینوں میں چند دشوار سوالات محفوظ تھے۔ شیخ ابوالوفاء خوارزمی نے جو علوم وفنون میں کامل تھے نور فراست سے وہ عقدے دریافت کر کے خود بخود ان کو حل کرنا شروع کر دیا اور سب علماء کی تشفی کر دی عالموں کی گفتگو ختم ہوئی تو قاضی نے عرض کی کہ سلطان آج شرف ملاقات کے لئے آنا چاہتے ہیں۔ لیکن میری آرزو تھی کہ اس نعمت سے پہلے میں بہرہ اندوز ہوں۔ کل انشاءاللہ تعالیٰ دوبارہ سلطان کے ساتھ پابوشی کے لئے حاضر ہوں گا۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے نزدیک تم سلطان سے بہتر ہو مگر بادشاہ آویں تو حاکم ہیں ملاقات سے انکار نہیں کرسکتا جب قاضی رخصت ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ ہندوستان میں ایسا عالم فاضل میں نے کم دیکھا ہے۔

دوسرے روز حضرت وظائف میں مصروف تھے کہ سلطان کی آمد ہوئی مسجد کے قریب پہونچے تو قاضی نے بادشاہ سے کہا کہ درویش کی خدمت میں انبوہ کے ساتھ جانا مناسب نہیں صرف بیس منتخب اشخاص ہمراہ لیکر بادشاہ نہایت ادب سے مسجد میں داخل ہوا اور حضرت بھی اس کے ادب وتعظیم سے خوش ہوئے۔ بادشاہ نے قلعہ کی تسخیر کے لئے فوج بھیجی تھی اور اس کی بابت تردد تھا حضرت نے نور باطن سے اس کا انتشار دریافت کر کے تسلی دی اور درپردہ نصرت وحمایت کا وعدہ کیا اور ایک مسند جو ولایت سے ہمراہ لائے تھے سلطان کو عنایت کی۔

تین دن کے بعد بادشاہ پھر ملازمت کے لئے آیا تو یہاں نان وشربت سے تواضع کی گئی اتفاقاً اسی وقت تسخیر قلعہ کا عریضہ آیا امیروں نے مبارکباد دی۔ بادشاہ نے کہا کہ حضرت کو مبارکباد دو انہیں کی عنایت سے یہ کامیابی ہوئی ہے۔ اس فتح الباب سے بادشاہ بہت عقیدت مند ہو گیا وہ خود مخدوم جہانیاں جہاں گشت کا مرید تھا۔ دو تین شہزادوں کو اسی دن حضرت کا مرید

کرایا نذر پیش کرنا چاہی حضرت نے قبول نہ کی۔

ایک بار کا واقعہ ہے کہ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ ایک رئیس امیر علی بیگ کے مکان پر مقیم تھے جو امیر تیمور لنگ کے سرداران فوج میں سے تھے۔ حضرت کے حالات شریف دیکھ کر علی بیگ نے دولت و حکومت چھوڑی اور خدمت اقدس میں ملازمت اختیار کی علوم ظاہر سے بے بہرہ تھے۔ شدید ریاضت اختیار کی اور بارہ سال تک سلوک کے منازل طے کرتے رہے۔ ایک روز حضرت نے نورالعین سے کہا کہ امیر علی بیگ مدت سے ریاضت کر رہے تھے ابھی تک ان پر کوئی تصرف نہیں کیا گیا تم ان کی تربیت کرو تا کہ مجھ کو تمہارے تصرف پر اعتبار ہو نورالعین نے از راہ انکسار پہلے عذر کیا مگر حضرت کے اصرار سے مجبوراً تعمیل ارشاد کے لئے مراقب ہوئے ایک پہر کے بعد امیر علی بیگ کے چہرہ سے آثار انوار ظاہر ہوئے اور کلمات توحید ان کی زبان سے نکلے اِسی مجلس میں ایسے علماء بھی موجود تھے جو درویشوں کے منکر تھے۔ حضرت نے ان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ امیر علی بیگ یہاں کا باشندہ جاہل محض ہے آپ لوگوں کو جس علم کا مشکل سوال معلوم ہو اس سے پوچھئے میں ضمانت کرتا ہوں کہ صحیح جواب دے گا۔ علماء نے بعض عجیب سوال کئے اور ہیئت و منطق کے بعض مشکل عقدے دریافت کئے امیر علی بیگ نے ہر ایک کا جواب باصواب دیا اور سائلین کی تشفی کر دی جب مکاشفات و ریاضت سے قابلیت پیدا ہوگئی تو حضرت نے خلافت کا شرف عطا فرمایا اور ان کو ابوالمکارم کا لقب دے کر سمرقند کی ولایت سپرد کی۔

ایک روز بلخ کی مسجد میں چند درویش حاضر خدمت تھے۔ ناگاہ حضرت نے اپنا عصا اٹھایا اور چند بار غصہ سے مسجد کی دیوار پر مارا اصحاب کو اس حالت پر حیرت ہوئی۔ جب وہ کیفیت فرو ہوگئی تو نورالعین نے غصہ کا سبب پوچھا تامل و تفکر کے بعد فرمایا کہ اس وقت دریا کے کنارے

موصل کے میدان میں جنگ ہو رہی تھی اور اس لڑائی میں میرا ایک رومی مرید شریک تھا۔ اس نے مجھ سے مدد طلب کی تو مجھ کو اس کی دستگیری کرنا پڑی۔ حق تعالیٰ نے اس مرید کے لشکر کو فتح عنایت کی اور دشمن کے سو سوار کام آئے۔ بعض حاضرین نے اس واقعہ کی تاریخ لکھ لی چند روز بعد ایک زخمی سپاہی اس طرف سے آیا اور اس نے بیان کیا۔ بعینہٖ وہی واقعہ گذرا تھا جو حضرت نے ظاہر فرمایا تھا۔

ایک بار کا واقعہ ہے کہ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ زمین شروان سے گذر رہے تھے تو ایک مسجد میں اترے شاید برفباری ہوئی تھی کمال جوگی کو رات میں حاجت محسوس ہوئی تو ایک گوشہ میں چلے گئے وہاں برف کی تاثیر سے ان کے بدن میں حرکت کی قوت باقی نہ رہی اور زندگی دشوار ہوگئی۔ حضرت اس وقت وضو کر رہے تھے آپ کو یکایک ایسی سردی محسوس ہوئی کہ سارا بدن ٹھنڈا پڑ گیا اصحاب کو حیرت تھی کہ اس جگہ آگ موجود ہے کمرہ بند ہے اور پوشاک گرم بھی جسم پر ہے اس قدر برودت کہاں سے آئی۔ ایک عارف نے کہا کہ حضرت دوسرے کے الم سے رنجیدہ ہیں۔ اس دوست کی تلاش کرنا چاہئے ہمراہیوں کا شمار کیا گیا تو معلوم ہوا کہ کمال جوگی موجود نہیں ہے اس کی جستجو میں لوگ نکلے تو دیکھا کہ ایک جگہ برف میں ڈھکے پڑے ہیں، آگ جلائی گئی قسم قسم کے گرم لباس ان پر ڈالے گئے تو جس قدر اثر برف کا ان کے بدن سے دور ہوتا تھا اتنا ہی نفع حضرت کو پہونچتا تھا۔ جب ان کو برف کی تکلیف سے نجات ملی تو حضرت بھی بحال ہو گئے۔

وماتوفیقی اِلّا باللّٰہ

تمت بالخیر

☆☆☆

زیر سایۂ کرم: تاجدار سمناں تارک السلطنت غوث العالم محبوب یزدانی حضور **سید اوحد الدین مخدوم اشرف** جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ

بفیضِ روحانی: مخدوم المشائخ حضرت مولانا حکیم الشاہ سید **عبدالحئی اشرف** اشرفی الجیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان (سابق سجادہ نشین آستانہ حضور مخدوم اشرف)

بظلِ روحانی: عابدہ، زاہدہ سیدہ شمس النساء بی بی علیہا الرحمۃ والرضوان

اے اشرف زمانہ زمانے مدد نما
در ہائے بستہ راز کلید کرم کشا

اشرف نہنگ دریا دریا بسینہ دارد
دشمن ہمیشہ پر غم باذ کر تو دوست دارد

جشن ردائے فضیلت و قراءت

بموقع

عرس مقدس

بتاریخ:
۳؍ شعبان المعظم
۱۴۳۴ھ
بوقت ۹؍ بجے دن

بمقام:
جدید درسگاہی عمارت
سیدہ شمس النسا بی بی مدرسۃ البنات
بسکھاری شریف
ضلع امبیڈکر نگر یو۔ پی

مخدوم المشائخ حضرت مولانا حکیم الشاہ سید **عبدالحئی اشرف** اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ

زیر اہتمام: پیر طریقت گل گلزار اشرفیت حضرت مولانا الحاج الشاہ سید **فخرالدین اشرف** صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی سجادہ نشین آستانہ حضور سید مخدوم اشرف بانی و مہتمم سیدہ شمس النساء بی بی مدرسۃ البنات

ختم بخاری شریف

بزبانِ اقدس
محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی
محمد نظام الدین رضوی صاحب قبلہ
صدر شعبۂ افتاء و ناظم مجلس شرعی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڈھ

بتاریخ **۲؍** شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ بوقت ۴؍ بجے شام

زیر سرپرستی:
مخدومۂ ملت محترمہ مکرمہ سیدہ **شمع زاہدہ صاحبہ**
ناظم اعلیٰ سیدہ شمس النساء بی بی مدرسۃ البنات بسکھاری شریف

پروگرام

۳؍ شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ
بعد نماز فجر قرآن خوانی اندرون خانقاہ فخر المشائخ
۹؍ بجے تقاریر مبلغات اسلام وردا پوشی فارغات مدرسۃ البنات وبعدہ لنگر عام برائے خواتین

نوٹ: پروگرام صرف عورتوں کے لیے خاص ہے۔

منتظمین جشن: جملہ معلمات و طالبات سیدہ شمس النساء بی بی مدرسۃ البنات بسکھاری

منجانب: اراکین سیدہ شمس النسا بی بی مدرسۃ البنات بسکھاری شریف ضلع امبیڈکر نگر یو۔ پی

زُلفا
بالوں کا تیل
حضرت مخدوم پاک کی بارگاہ کا روحانی تحفہ
ہربل سینٹر
رسول پور درگاہ
کچھوچھہ شریف، امبیڈکر نگر

تھایموسیل
مالش کا تیل
حضرت مخدوم پاک کی بارگاہ کا روحانی تحفہ
ہربل سینٹر
رسول پور درگاہ
کچھوچھہ شریف، امبیڈکر نگر

ROGHAN-E-SABZ

روغنِ سبز
ٹھنڈا اور خوشبودار بالوں کا تیل
حضرت مخدوم پاک کی بارگاہ کا روحانی تحفہ
ہربل سینٹر
رسول پور درگاہ
کچھوچھہ شریف، امبیڈکر نگر

HERA OFFSET PRESS TANDA-9336040632